گھریلو تشدّد کی روک تھام کی تدابیر

عصری قوانین اور قرآنی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ

محمد رضی الاسلام ندوی ☆

تحریک آزادیٔ نسواں سے عورتوں کو اگرچہ بعض فوائد حاصل ہوئے ہیں لیکن اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اس نے مردوں اور عورتوں کو مدمقابل لا کھڑا کیا۔ نظامِ خاندان میں دونوں کی حیثیت رفیق (partner) اور حلیف (ally) کی تھی اور دونوں کو مل کر تمدن کی گاڑی کھینچنی تھی۔ اسی بنا پر فطرت کی طرف سے دونوں میں ایک دوسرے سے محبت، ہم دردی، اپنائیت اور غم گساری کے جذبات ودیعت کیے گئے تھے۔ تحریکِ آزادیٔ نسواں نے دونوں کو فریق (party) اور حریف (rival) بنا دیا اور اپنے لیے زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کرنا اور دوسرے کے جائز حقوق کو بھی تسلیم نہ کرنا اس تحریک کا مطمحِ نظر بن گیا۔

پھر جب مرد اور عورت دونوں فریق بن گئے تو مرد اپنے حقوق حاصل کرنے اور عورت پر اپنا تسلّط جمانے میں پیچھے کیوں رہے؟ اس کے لیے اس نے اپنے دست و بازو کو بھی استعمال کیا۔ گھر کی چار دیواری میں یوں بھی باہر کے لوگوں کا زور نہیں چلتا، عملاً اقتدار مرد کو حاصل رہتا ہے، چنانچہ مرد نے اپنے اس اقتدار کا خوب خوب استعمال کیا۔ عورت جب زبانی تنبیہ و سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے اس کے قابو میں نہیں آئی تو اس نے زورِ بازو کا استعمال شروع کر دیا۔ مار کھانا عورت کا مقدر ٹھہرا۔ عہدِ قدیم میں بھی وہ مرد کی جانب سے جسمانی اذیتوں کا شکار تھی اور عہدِ جدید میں بھی اس کے حقوق کی طویل فہرست بن جانے کے باوجود اسے اذیتوں سے راحت نہ مل سکی۔

گھریلو تشدّد: عالمی صورتِ حال

حقوقِ نسواں کے عَلَم برداروں نے اس صورتِ حال کا جائزہ لینے، اس میں سدھار پیدا کرنے اور عورت کو اس سے نجات دلانے کے لیے ایک خاص اصطلاح وضع کی ہے اور وہ ہے ''گھریلو تشدّد'' (domestic violence)۔ اس سے وہ کیا مراد لیتے ہیں، اس کا اندازہ اس کی تعریف سے کیا جا سکتا ہے۔ امریکہ کے ایک سرکاری ادارے US Office on Violence against Women نے گھریلو تشدّد کی یہ تعریف کی ہے:

> *"Pattern of abusive behavior in any relationship that is used by one partner to gain or maintain power and control over another intimate partner."* [1]

''دو قریبی افراد (یعنی مرد و عورت) جو کسی بھی رشتہ میں منسلک ہوں، ان میں سے ایک کی جانب سے

☆ معاون مدیر سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ

بدسلوکی کا رویہ جو وہ دوسرے کے مقابلے میں طاقت اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے یا برقرار رکھنے کے لیے ظاہر کرے۔''

الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ یہی تعریف برطانیہ کے سرکاری ادارے The Children and Family Court Advisory and Support Service کی دستاویز Domestic Violence Assessment Policy میں بھی ملتی ہے۔[۲]

اس تعریف کا اطلاق یوں تو ایک ساتھ رہنے والے کسی بھی مرد و عورت پر ہوسکتا ہے' خواہ ان کے مابین کوئی بھی رشتہ ہو' لیکن عموماً اس سے مراد وہ مرد و عورت لیے جاتے ہیں جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر یا اس کے بغیر میاں بیوی کے طور پر رہتے ہیں۔

گھریلو تشدد کی مختلف صورتیں بتائی گئی ہیں۔ یہ جسمانی (physical) بھی ہوسکتا ہے کہ فریقین میں سے کوئی دوسرے کو جسمانی طور پر اذیت دے' اسے مارے پیٹے' جس سے اس کا بدن زخمی ہو جائے۔ جنسی (sexual) بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر بہ جبر اس سے جنسی تعلق قائم کرے۔ مالی (financial) بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جو کچھ کمائے دوسرا فریق اس پر قبضہ کرلے اور اسے اپنی مرضی سے خرچ نہ کرنے دے۔ سماجی (social) بھی ہوسکتا ہے کہ اسے اپنے سے حقیر سمجھے اور دوسروں کے سامنے اسے ذلیل کرے۔ جذباتی (emotional) بھی ہوسکتا کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے دوسرے فریق کے جذبات مشتعل ہوں' اسے غصہ آئے یا وہ رنج و غم میں مبتلا ہو۔ نفسیاتی (psychological) بھی ہوسکتا ہے کہ اسے ڈرائے دھمکائے' یا اپنی باتوں سے اسے اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا کرے۔ یہ تمام صورتیں گھریلو تشدد کے دائرے میں آتی ہیں۔

سماجی طور پر دیکھیں تو موجودہ دنیا کا سب سے گھمبیر مسئلہ گھریلو تشدد ہے۔ کوئی ملک اس سے محفوظ نہیں۔ تمام سماجوں' نسلوں اور طبقات میں یہ عام ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ۳۵ ممالک میں کرائے گئے سروے سے واضح ہوا تھا کہ ۵۲ فی صد عورتیں زندگی میں کبھی نہ کبھی اپنے intimate partners (یعنی شوہر یا جن کے ساتھ وہ بیویوں کی حیثیت سے رہتی ہیں) کی جانب سے تشدد کا شکار ہوئی تھیں۔ مجموعی طور سے دیکھا جائے تو دنیا کی ایک تہائی عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ عالمی ادارۂ صحت (WHO) کی ایک رپورٹ بتاتی ہے کہ پوری دنیا میں مقتول ہونے والی عورتوں میں سے چالیس فی صد ایسی ہوتی ہیں جن کے قتل کرنے والے ان کے شوہر یا بوائے فرینڈ ہوتے ہیں۔ ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ میں عورتوں کے اسبابِ موت میں گھریلو تشدد کو کینسر کی طرح خطرناک قرار دیا گیا ہے۔

اس مظہر پر اقوام متحدہ کے ایک نمائندہ Yakin Erturk (Special rapporteur on violence against women) نے یوں روشنی ڈالی ہے:

"Violence against women is a universal phenomenon that persists in all countries of the world, and the perpetrators of that violence are often wellknown to their victims" [(3)]

''عورتوں کے خلاف تشدد ایک عالمی مظہر ہے جو دنیا کے تمام ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اس تشدد کا ارتکاب کرنے والے عام طور سے ان مظلومین کے نزدیک معروف ہوتے ہیں۔''

صورت حال کے جائزے اور تدارک کے لیے عالمی کوششیں

گزشتہ صدی کی ساتویں دہائی سے نسائی تحریکات کی جانب سے عورتوں کے خلاف گھریلو تشدد کے مسئلے پر توجہ دی گئی اور اسے ایک عالمی مسئلہ کی حیثیت سے ابھار کر پیش کیا گیا۔ اقوام متحدہ نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس سے متعلق مختلف قراردادیں منظور کیں اور ممبر ممالک کو ان کا پابند کرنے کی کوشش کی۔

۱۹۹۲ء میں UN Commission on the Status of Women نے ایک اسپیشل ورکنگ گروپ بنایا اور اسے اختیار دیا کہ وہ ''عورتوں کے خلاف تشدد پر اعلامیہ'' (Decleration on Violence against Women) کا ایک ڈرافٹ تیار کرے۔

۱۹۹۳ء میں UN Commission for Human Rights نے ایک قرارداد منظور کی جس میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور تشدد کی تمام شکلوں' خاص طور پر خواتین کے خلاف تشدد کی مذمت کی گئی تھی۔

اسی سال ویانا میں حقوقِ انسانی پر بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی' جس میں عورتوں کے خلاف تشدد کا خاتمہ کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کی گئی۔ اس موقع پر ایک اعلامیہ منظور کیا گیا جسے ''عورتوں کے خلاف تشدد کے خاتمہ کا اعلامیہ'' (Decleration on the Elimination of Violence against Women) نام دیا گیا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ اقوام متحدہ اور اس کے ممبر ممالک پبلک لائف اور پرائیوٹ لائف دونوں سے عورتوں کے خلاف تشدد' جنسی ایذا رسانی اور نظام عدل میں صنفی تفریق کے خاتمہ کے لیے کام کریں گے۔ یہ اعلامیہ بین الاقوامی سطح پر حقوق انسانی کی پہلی دستاویز تھا جس میں گھریلو تشدد کو موضوع بنایا گیا تھا۔ اس میں زور دے کر یہ بات کہی گئی تھی کہ گھریلو تشدد عورت کے انسانی حقوق اور اس کو حاصل بنیادی آزادی کے خلاف ہے۔

۱۹۹۴ء میں UN Commission for Human Rights نے ایک قرارداد منظور کی کہ ایک اسپیشل rapporteur کا تقرر کیا جائے جو گھریلو تشدد کے اسباب وعواقب کا جائزہ لے۔ اس کا کام یہ طے کیا گیا کہ وہ جامع طور سے بین الاقوامی سطح پر عورتوں کے خلاف تشدد کے اعداد وشمار جمع کر کے ان کا تجزیہ کرے اور تشدد روکنے کی تدابیر بتائے۔

۱۹۹۵ء میں بیجنگ (چین) میں 4th World Conference on Women منعقد ہوئی۔ اس میں عورتوں کے خلاف تشدد کو ایک نازک اور سنگین مسئلہ قرار دیا گیا جو فوری توجہ کا متقاضی ہے۔ اس وقت کے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل پطرس غالی (Boutros-Ghali) نے صورت حال کی سنگینی کا خلاصہ کرتے ہوئے کہا تھا: ''عورتوں کے خلاف تشدد ایک عالمی مسئلہ ہے جو مسلسل بڑھ رہا ہے''۔ اس موقع پر تشدد روکنے کے لیے platform for action تجویز کیا گیا۔

۱۹۹۶ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے UN Trust Fund قائم کیا' جس کا مقصد عورتوں کے خلاف تشدد روکنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کرنا تھا۔

دس ممالک میں اقوام متحدہ کا سروے

۱۹۹۷ء میں اقوام متحدہ نے عورتوں کے خلاف تشدد کے سلسلے میں دنیا کے دس ممالک کا سروے کرایا۔ اس سروے کی رپورٹ The WHO Multi-country Study on Women's Health and Domestic Violence against Women کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اس رپورٹ نے عالمی سطح پر عورتوں کے خلاف گھریلو تشدد کو نمایاں کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کا خلاصہ بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس سروے کا مقصد یہ جائزہ لینا تھا کہ عورتوں پر ان کے intimate partner کی جانب سے کتنا تشدد ہوتا ہے اور اس کا ان کی صحت پر کتنا اثر پڑتا ہے؟ سروے میں جن ممالک کو شامل کیا گیا ان کے نام یہ ہیں: (۱) بنگلا دیش (۲) برازیل (۳) ایتھوپیا (۴) جاپان (۵) نامیبیا (۶) پیرو (۷) سموا (۸) سربیا و مونٹے نیگرو (۹) تھائی لینڈ (۱۰) تنزانیا۔ سروے کے لیے انہی ممالک کو کیوں منتخب کیا گیا اس کی وجہ رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ وہاں عورتوں کے خلاف تشدد کے اعداد و شمار پہلے موجود نہیں تھے اور مقامی طور پر وہاں ایسے تشدد مخالف گروپ (Anti-Violence groups) سرگرم تھے جو یہ اعداد و شمار صورت حال کی بہتری اور تشدد کی روک تھام کے لیے استعمال کر سکتے تھے' نیز وہاں ایسا سیاسی ماحول بھی پایا جاتا تھا جو اس مسئلہ سے بخوبی نمٹ سکتا تھا۔

ان دس ممالک کے پندرہ مقامات پر چوبیس ہزار عورتوں سے تشدد کی مختلف صورتوں (جسمانی' جنسی' نفسیاتی وغیرہ) سے متعلق سوالات کیے گئے۔ اس کے نتیجے میں یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ زیر سروے تمام ممالک میں گھریلو تشدد وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے۔ اس کا تناسب سب سے کم (۱۵٪) جاپان میں اور سب سے زیادہ (۷۱٪) بنگلا دیش' ایتھوپیا' پیرو اور تنزانیا میں ہے۔ زیادہ تر علاقوں میں تشدد کا تناسب ۲۹ سے ۶۲ فی صد کے درمیان تھا۔ جسمانی تشدد میں تھپڑ مارنا' کوئی چیز پھینک کر زخمی کر دینا' لات گھونسہ مارنا' ڈنڈے سے پٹائی کرنا اور بندوق یا کسی دوسرے ہتھیار سے نقصان پہنچانا' جنسی تشدد میں عورت کی مرضی کے علی الرغم یا اسے خوف زدہ کر کے جنسی تعلق قائم کرنا' نفسیاتی تشدد میں تذلیل و تحقیر کرنا اور ڈرانا دھمکانا شامل ہے۔ سروے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عموماً ۱۵ سے ۱۹ سال کی عورتیں جسمانی اور جنسی تشدد کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ یہ بات بھی سامنے آئی کہ تشدد سے عورتوں کی صحت پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کے اعضائے بدن پر خراشیں اور چوٹیں آتی ہیں' آنکھ' ناک' کان زخمی ہو جاتے ہیں' ہڈی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ بے ہوش ہو جاتی ہیں۔ زیادہ تر عورتوں کو دوران حمل بھی پیٹا گیا' جس کے نتیجے میں ان کی دماغی صحت بھی متاثر ہوئی' چنانچہ ان میں سے بہت سوں نے مار کھانے کے بعد خود کشی کا ارادہ کیا۔

اس سروے کا خلاصہ عورتوں کے خلاف تشدد کے اسپیشل رپورٹر Yakin Ertusk کے الفاظ میں یہ ہے:

> *"This study challenges the perception that home i s a safe h eaven for women by showing that women are more at risk of experiencing violence in intimate relationship than any where else."* (4)

''یہ مطالعہ اس گمان کو چیلنج کرتا ہے کہ گھر عورتوں کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے۔ اس لیے کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے دوسروں کی بہ نسبت اپنے قریب ترین رشتہ داروں کی جانب سے تشدد کا زیادہ خطرہ رہتا ہے۔''

دیگر ممالک کا جائزہ

یہ محض گنتی کے چند ملکوں کا معاملہ نہیں ہے' بلکہ دنیا کے تمام ممالک اس تشویش ناک صورت حال سے گزر رہے ہیں۔ ان میں وہ ممالک بھی ہیں جن کے باشندوں کا تہذیبی و سماجی شعور زیادہ بلند نہیں ہے اور وہ ممالک بھی ہیں جنھیں عصرِ حاضر میں تہذیب و تمدن کا امام سمجھا جاتا ہے۔ ہر جگہ عورتیں بری طرح ظلم و تشدد کا شکار ہیں اور ان پر ظلم ڈھانے والے کوئی اور نہیں ان کے شوہر' سابق شوہر' بوائے فرینڈ یا دیگر قریبی افراد ہیں۔

۲۰۰۲ء میں WHO کی ایک رپورٹ کے مطابق آسٹریلیا' کینیڈا' اسرائیل' جنوبی افریقہ اور امریکہ میں کیے گئے مطالعات سے معلوم ہوا کہ مقتول عورتوں کی ۴۰ سے ۷۰ فی صد تعداد ان عورتوں کی تھی جو اپنے intimate partners کے ذریعے قتل کی گئیں۔ بعض سروے رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عورتیں اپنے گھروں میں قریبی افراد' مثلاً شوہروں کے ذریعہ تشدد کا شکار ہوتی ہیں ان کا تناسب سویڈن میں ۷۰ فی صد' جارجیا میں ۵۰ فی صد' ڈومیکین ریپبلک (Dominican) میں ۴۸ فی صد' بوٹسوانا (Botswana) میں ۶۰ فیصد' بارباڈوس (Barbados) میں ۳۰ فی صد' مصر میں ۳۴ فی صد اور نیوزی لینڈ میں ۳۵ فی صد ہے۔ یورپی ممالک میں گھریلو تشدد کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر ۲۰۰۲ء میں کونسل آف یورپ نے گھریلو تشدد کو پبلک ہیلتھ ایمرجنسی ڈکلیر کر دیا۔

پوری دنیا میں گھریلو تشدد کے جتنے واقعات رپورٹ ہوتے ہیں' ان میں سے ایک تہائی تعداد امریکہ اور برطانیہ کی ہوتی ہے۔ ۲۰۰۰ء میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق امریکہ میں ہر سال تقریباً ۱۳ لاکھ عورتیں اپنے قریبی رفقاء (intimate partners) کے ذریعے جسمانی تشدد اور ایذا رسانی کا شکار ہوتی ہیں۔(۵) ۲۰۰۰ء میں جتنی عورتیں اسلحہ کے ذریعے قتل کی گئیں ان کی دو تہائی تعداد ان عورتوں کی تھی جنھیں قتل کرنے والے ان کے intimate partners تھے۔ U.S. Department of Justice کے مطابق ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۲ء کے درمیان فیملی ممبرز کے خلاف تشدد کے ۳۵ لاکھ واقعات رپورٹ کیے گئے۔ ان میں سے ۴۹ فی صد واقعات زوجین (spouses) کے خلاف تشدد کے تھے اور ان میں بھی ۸۴ فی صد تعداد عورتوں کی تھی جو مردوں کے ہاتھوں تشدد اور بدسلوکی کا شکار ہوئی تھیں۔ اپنے جوڑے کے ساتھ بدسلوکی کے الزام میں جو لوگ جیل میں بند تھے ان میں سے ۵۰ فی صد وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنے جوڑے کو قتل کر دیا تھا اور مقتول ہونے والوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔(۶)

۱۹۹۲ء کی ایک رپورٹ کے مطابق انگلینڈ میں گھریلو تشدد کا شکار ہونے والی عورتوں کا تناسب ۲۵ فی صد تھا(۷)۔ پولیس کو رپورٹ ہونے والے Violence Crimes میں سے ۲۵ فی صد سے زائد گھریلو تشدد سے

متعلق ہوتے ہیں۔ مقتول ہونے والی عورتوں میں سے ۴۰ سے ۴۵ فی صد وہ عورتیں ہوتی ہیں جنھیں قتل کرنے والے ان کے male partners ہوتے ہیں[۸]۔ ماضی قریب کی ایک رپورٹ کے مطابق انگلینڈ اور Wales میں ہر ہفتہ دو عورتیں موجودہ یا سابق male partners کے ذریعے ہلاک کردی جاتی ہیں اور ہر منٹ میں گھریلو تشدد کا ایک کیس رپورٹ کیا جاتا ہے[۹]۔ اسکاٹ لینڈ میں ۲۰۰۷-۲۰۰۶ء میں گھریلو تشدد کے تقریباً ۴۹ ہزار کیس درج کیے گئے۔ ان میں سے ۸۷ فی صد کیس ایسے تھے جن میں عورتیں ظلم و تشدد کا شکار بنی تھیں اور ان میں بھی ۹۰ فی صد واقعات متاثرہ عورتوں کے گھر میں پیش آتے تھے۔

برصغیر کا معاملہ بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ Human Rights Watch کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۹۰ فی صد عورتیں اپنے گھروں میں جسمانی، جنسی اور نفسیاتی تشدد کا شکار بنتی ہیں۔ Human Rights Commission of Pakistan کی ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۳ء میں صوبۂ پنجاب میں گھریلو تشدد کے ۴۰۰ کیس ریکارڈ کیے گئے، جن میں سے نصف بیویوں کے قتل کے تھے۔

UN Population Fund کی ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں ۷۰ فی صد شادی شدہ عورتیں ۱۵ سے ۴۹ سال کی عمر میں گھریلو تشدد کا شکار بنتی ہیں، ان کی پٹائی کی جاتی ہے اور ان کے ساتھ بہ جبر جنسی تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں روزانہ ۱۴ عورتیں اپنے شوہروں کے ہاتھوں موت کا شکار ہوتی ہیں۔ ہندوستان کے National Crime Record Bureau سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس ریکارڈ کے مطابق ہر تین منٹ میں ایک عورت سے ارتکابِ جرم ہوتا ہے اور ہر چھ گھنٹے میں ایک شادی شدہ عورت کی پٹائی سے موت ہو جاتی ہے، یا اسے زندہ جلا دیا جاتا یا خودکشی پر مجبور کیا جاتا ہے۔

گھریلو تشدد کی روک تھام کے لیے عصری قوانین

گھریلو تشدد کی اس انتہائی سنگین صورت حال نے سماجی مصلحین، سیاسی زعماء، قانون بنانے والی شخصیات اور اسے نافذ کرنے والے اداروں، سب کو پریشان کر رکھا ہے اور وہ اس کے تدارک کے لیے جی جان سے لگے ہوئے ہیں۔

۱۹۹۹ء سے ہر سال اقوام متحدہ کی جانب سے ۲۵ نومبر کو عورتوں کے خلاف تشدد کے خاتمہ کے بین الاقوامی دن کی حیثیت سے منایا جاتا ہے، جس میں اس معاملے میں بیداری لانے اور گھریلو تشدد کی روک تھام کے لیے مختلف پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی جانب سے اس موضوع پر عالمی سطح کی کئی کانفرنسیں منعقد ہوئی ہیں، متعدد اعلامیے منظور کیے گئے ہیں اور ممبر ممالک کو عورتوں کے خلاف تشدد روکنے کے لیے قوانین بنانے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس میدان میں اب تک کتنی پیش رفت ہوئی ہے اس کا اندازہ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کی ایک رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے جو انھوں نے ۲۰۰۶ء میں In-Depth Study on All Forms of Violence against Women کے عنوان سے پیش کی تھی۔ اس میں انھوں نے بتایا ہے کہ ۸۹ ممالک نے عورتوں کے خلاف تشدد

کے سلسلے میں Lagislative Provisions بنائے ہیں'ان میں سے ۶۰ ممالک ایسے ہیں جنھوں نے Special Domestic violence Laws وضع کیے ہیں۔اس کے علاوہ بہت سے ممالک نے گھریلوتشدد ختم کرنے کے لیے National Plan of Action تیار کیے ہیں۔ یہ صورت حال ۲۰۰۳ء کے مقابلے میں بہتر ہے' جب UNIFEM نے Anti-Violence Lagislation کا ایک Scan تیار کیا تھا تو اس سے معلوم ہوا تھا کہ صرف ۴۵ ملکوں نے گھریلوتشدد کے سلسلے میں خصوصی قوانین بنائے ہیں۔

حالیہ برسوں میں گھریلوتشدد روکنے کے لیے ہندوستان میں ایک قانون منظور کیا گیا ہے۔ اس کا نام ہے: The Protection of Women from Domestic Violence Act 2005۔یوں تو ایک دہائی قبل سے اس پر کام ہو رہا تھا۔۱۹۹۲ء میں ہندوستانی وکلاء نے گھریلوتشدد کے موضوع پر ایک ابتدائی ڈرافٹ تیار کیا تھا' پھر ۱۹۹۴ء میں National Commission for Women (NCW) نے ایک بل تیار کیا۔ بعد میں ہندوستانی وکلاء نے نسائی تحریکات کے رہنماؤں کی مشاورت سے ۱۹۹۹ء میں ایک دوسرا بل تیار کیا۔حکومت ہند نے ۲۰۰۱ء میں پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جس کا نام The Protection from Domestic Violence Bill 2001 تھا۔کئی بار کی بحث وتمحیص اور نظرِ ثانی کے بعد اگست ۲۰۰۵ء میں اسے پارلیمنٹ نے منظور کیا' ستمبر ۲۰۰۵ء میں صدر جمہوریہ نے اس پر دستخط کیے اور ۲۶/اکتوبر ۲۰۰۶ء سے ایکٹ کی صورت میں اس کا نفاذ ہوا۔

اس قانون کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) اس کے دائرہ میں تشدّد کی تمام صورتوں (زبانی' جسمانی' جنسی' نفسیاتی' معاشی وغیرہ) کو شامل کیا گیا ہے۔تشدّد کی ہر وہ صورت' جس سے عورت کو جسمانی یا نفسیاتی طور پر اذیّت پہنچے یا اس کی صحت یا زندگی کو خطرہ لاحق ہو' اس میں شامل ہے۔

(۲) اس سے فائدہ اٹھانے کا حق صرف بیوی ہی کو نہیں' بلکہ اس عورت کو بھی ہوگا جو غیر شادی شدہ ہونے کے باوجود کسی مرد کے ساتھ رہتی ہو اور اس سے اس کا جنسی تعلق ہو۔

(۳) نہ صرف شوہر یا male partner بلکہ اس کے قریبی رشتہ داروں: ماں' بہن وغیرہ کے خلاف بھی کیس فائل کیا جا سکتا ہے۔

(۴) صرف مظلومہ ہی نہیں' بلکہ اس کا پڑوسی' رشتہ دار یا کوئی بھی سماجی کارکن اس کی طرف سے کیس درج کرا سکتا ہے۔

(۵) مظلومہ اپنے partner کے جس گھر میں رہتی ہے' عدالت اس کا ایک حصہ اس کے استعمال کے لیے خاص کر دے گی اور ملزم کو نہ صرف یہ کہ اس الاٹ شدہ حصہ میں جانے کی اجازت نہ ہوگی' بلکہ مظلومہ سے زبانی' تحریری' فون یا ای میل سے کسی طرح کا رابطہ کرنا اس کے لیے ممنوع ہوگا۔

(۶) مجسٹریٹ نہ صرف یہ کہ مظلومہ کے گزارہ کے لیے ماہانہ ایک رقم متعین کر دے گا' جس کی ادائیگی ملزم کے ذمے ہوگی' بلکہ تشدّد کے نتیجے میں مظلومہ کو پہنچنے والی جراحت' خواہ وہ جسمانی ہو یا نفسیاتی' اس کا ہرجانہ بھی ملزم پر عائد کرے گا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مذکورہ قانون کی تفصیلات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گھریلو تشدد کی روک تھام کے لیے اس میں کتنی سختی رکھی گئی ہے۔ لیکن کیا یہ عورت کے درد کا درماں بن سکا؟ اس سے پراپرٹی کی مالک upper class کی بعض عورتوں کا تو فائدہ اٹھانا ممکن ہوا کہ وہ اپنے شوہروں پر جھوٹے سچے الزامات لگا کر انہیں پریشان کرتی رہیں(۱۰)۔ اور نسائی تحریکات کے ان علم برداروں کی بھی باچھیں کھل گئیں جو عورت کی مظلومیت کا تمام تر ذمہ دار مرد اور اس کے خاندان والوں کو سمجھتے ہیں' لیکن عام عورتوں کی غالب اکثریت کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوسکا' وہ اب بھی تشدد کا شکار ہیں۔ یہی حال دوسرے ممالک کا بھی ہے' کہ وہاں تشدد روکنے کی ہزار ہا کوششوں کے باوجود اس میں کامیابی نہیں مل رہی ہے۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ ۱۳/ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو پیش کی گئی اقوامِ متحدہ کی ایک حالیہ رپورٹ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

> *"Despite efforts by governments and compaigns carried out by international organizations, violence against women continued on a wide scale in both developed and developing countries"* (11)
>
> ''حکومتوں کی کوششوں اور بین الاقوامی تنظیموں کی مہمات کے باوجود عورتوں کے خلاف تشدد ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں طرح کے ملکوں میں بڑے پیمانے پر برابر جاری ہے۔''

غلط تشخیص' غلط علاج

گھریلو تشدد روکنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر کی جانے والی کوششوں' حکومتوں کی مساعی اور نسائی تحریکات کی مہمات کے باوجود اس میں کمی نہ آنے کا سبب یہ ہے کہ مسئلہ کی غلط تشخیص کی گئی اور مرض کا غلط طریقے سے علاج کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ خیال کیا گیا کہ عورتوں کی مظلومیت کا سبب انہیں مردوں کے مساوی اور ان کے جیسے حقوق حاصل نہ ہونا ہے' چنانچہ تحریکیں چلا کر انہیں بھی وہ تمام حقوق دلائے گئے جن سے مرد بہرہ ور تھے۔ یہ خیال کیا گیا کہ ان کی مظلومیت کا سبب ان پر بے جا پابندیاں اور آزادی سے محرومی ہے' چنانچہ ان کے لیے ہر طرح کی آزادی کی وکالت کی گئی اور انہیں یہ حق دلایا گیا کہ وہ اپنی مرضی کی آپ مالک ہیں۔ کوئی' حتیٰ کہ ان کے شوہر بھی ان پر اپنی مرضی نہیں تھوپ سکتے۔ یہ خیال کیا گیا کہ ان کی مظلومیت کا سبب مالی اعتبار سے مَردوں پر ان کا انحصار ہے' چنانچہ ملازمتوں کے دروازے ان پر کھول دیے گئے اور انہیں خود کفیل بنا دیا گیا۔ حالاں کہ یہ تمام خیالات بے بنیاد اور غلط تجزیہ پر مبنی تھے۔ چنانچہ صحیح تشخیص اور صحیح علاج نہ ہونے کی بنا پر مرض میں نہ صرف یہ کہ کوئی افاقہ نہیں ہے' بلکہ اس کی شدّت اور خطرناکی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

گھریلو تشدّد روکنے کے لیے اسلام کی تدابیر

گھریلو تشدد کے مسئلہ کو اسلام نے بہت خوب صورتی سے حل کیا ہے۔ اس نے خاندانی نظام کو جن خطوط پر استوار کیا ہے اور اسے صحیح طریقے پر چلانے کے لیے جو تعلیمات و ہدایات دی ہیں ان پر کما حقہ عمل کیا جائے تو گھر

جنت نظیر بن جاتا ہے اور ایک خاندان میں رہنے والے تمام افراد ہنسی خوشی زندگی بسر کرتے ہیں۔ نہ کسی کو اپنی حق تلفی کا احساس ہوتا ہے نہ کسی کو دوسرے پر بے جا تشدد کرنے کا موقع ملتا ہے۔ سطور ذیل میں اسلام کی ان تعلیمات اور اقدار کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو گھریلو تشدد کو روکنے میں معاون بنتی ہیں:

(۱) مرد اور عورت رفیق ہیں نہ کہ فریق

اسلام نے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کا حریف اور مدِّ مقابل نہیں' بلکہ رفیق اور ہمدرد بنایا ہے' جو ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرتے اور باہم مل جل کر اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ (التوبۃ: ۷۱)

''مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں' یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔''

اس نے نظامِ خاندان میں زوجین کو ایک دوسرے کے لیے باعثِ سکون قرار دیا ہے اور باہم محبت اور رحم و کرم کرنے کی تاکید کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾ (الروم: ۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں' تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔''

(۲) حقوق میں مساوات اور فطری تقسیمِ کار

اسلام نے مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کا اعلان کیا اور زندگی کے مختلف میدانوں میں عورتوں کو مَردوں کے مساوی حقوق عطا کیے' لیکن ان کے حقوق میں مساوات کا مطلب ان کے کاموں کی یکسانیت نہیں ہے۔ اس نے دونوں کے دائرۂ کار الگ الگ رکھے اور ان کی فطری صلاحیتوں کی رعایت کرتے ہوئے منصفانہ طور پر ان کے کام تقسیم کیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرۃ: ۲۲۸)

''اور عورتوں کے لیے اسی طرح حقوق ہیں جس طرح ان پر ذمہ داریاں ہیں معروف طریقے پر۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ' وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ)) (۱۲)

''مرد اپنے گھر والوں کا راعی (نگراں) ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور بچوں کی راعیہ (نگراں) ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

(۳) مرد کی ذمہ داری خاندان کی حفاظت اور نگرانی

زوجین کے مساوی حقوق کی وضاحت اور فرائض کی تعیین کے ساتھ ساتھ اسلام نے مرد پر ایک اضافی ذمہ داری یہ عائد کی کہ وہ خاندان کی سربراہی کرے۔ کسی بھی ادارے کا نظم بہتر طریقے پر اسی صورت میں چل سکتا ہے جب ایک شخص کو اس کا سربراہ بنایا جائے اور دوسرے افراد پر اس کی اطاعت لازم قرار دی جائے۔ اس ذمہ داری کو قرآن میں 'قوّامیت' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاۤءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾

(النساء: ٣٤)

''مرد عورتوں کے ''قوّام'' (سربراہ) ہیں اس سبب سے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔''

لفظ 'قوّام'' سے کسی اعزاز، غلبہ وتسلّط اور حاکمانہ اقتدار واختیار کا اظہار نہیں ہوتا' بلکہ حقیقت میں یہ صفت ایک انتظامی ذمہ داری کو ظاہر کرتی ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (م ۱۹۷۹ء/ ۱۳۹۹ھ) نے لکھا ہے:

''قوام یا قیّم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت ونگہبانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو''(۱۳)

(۴) عورت کو شوہر کی اطاعت کی تاکید

دوسری طرف اسلام نے عورتوں کو پابند کیا کہ وہ اپنے شوہروں کی اطاعت کریں' اور کسی معاملے میں ان کی حکم عدولی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء: ٣٤)

''پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مَردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔''

امام فخر الدین رازیؒ (م ٦٠٦ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''آیت کے اس ٹکڑے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قانتات کا معنیٰ ہے اللہ کی اطاعت کرنے والیاں اور حافظاتٌ لِلغیب کا مطلب ہے شوہروں کے حقوق ادا کرنے والیاں۔ یہاں پہلے حق اللہ کی ادائی کا تذکرہ کیا گیا' بعد میں شوہر کے حقوق کی ادائی کی بات کہی گئی۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ پورے ٹکڑے میں شوہر کے حقوق کا تذکرہ ہے۔ قانتات کا مطلب یہ ہے کہ وہ شوہروں کی موجودگی میں ان کی اطاعت شعار ہوتی ہیں اور حافظاتٌ لِلغیب کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کی غیر حاضری میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں''۔(۱۴)

ذخیرۂ احادیث میں بھی ایسی بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک عورت کا وصف یہ ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کرے اور اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔

(۵) مرد کو بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت

اسلام نے مردوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ وہ ان کی خادمائیں نہیں ہیں کہ ان کو اپنے سے کم تر سمجھیں، ان کی تحقیر و تذلیل کریں یا ان کو جسمانی یا نفسیاتی اذیتیں دیں۔ میاں بیوی دونوں الگ الگ خاندانوں سے آ کر ایک خاندان تشکیل دیتے ہیں، ان کے درمیان مزاجی فرق عین ممکن ہے، اس لیے اگر بیوی کی کوئی بات یا کوئی رویہ شوہر کو ناگوار کرے تو اس سے نفرت نہ کرنے لگے، بلکہ اس کے ساتھ محبت، شائستگی اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲﴾ (النساء)

''ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ)) [۱۵]

''کوئی صاحبِ ایمان مرد (شوہر) کسی صاحب ایمان عورت (بیوی) سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی کوئی خصلت اسے بُری لگے گی تو دوسری خصلت اس کے نزدیک پسندیدہ ہو گی۔''

متعدد احادیث میں مردوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور لطف و کرم کے ساتھ پیش آنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا)) [۱۶]

''اہل ایمان میں کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق کے معاملے میں بہتر ہوں، اور تم میں بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ سب سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔''

(۶) عورت پر تشدد نہ کرنے کے صریح احکام

اسلام نے بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ان سے نفرت نہ کرنے کی عمومی ہدایات ہی نہیں دیں، بلکہ صریح احکام کے ذریعے شوہروں کو ان پر ظلم و تشدد کرنے سے روکا ہے۔ اس مضمون کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ)) [۱۷]

''تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جس طرح غلام کو مارتا ہے، کیوں کہ پھر وہ دن گزرنے کے بعد اس کے ساتھ شب باشی کرے گا۔''

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک موقع پر میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، میری بیوی کی زبان ٹھیک نہیں، یعنی وہ بدزبان ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔ میں نے

عرض کیا: اے اللہ کے رسول' وہ کافی عرصہ میرے ساتھ گزار چکی ہے اور اس سے میرے بچے بھی ہیں۔ فرمایا: اسے سمجھاؤ بجھاؤ' اگر اس میں کچھ بھی خیر ہوگا تو وہ تمہاری مرضی کے کام کرنے لگے گی' اپنی گھر والی کو اس طرح ہر گز نہ مارو جس طرح اپنی لونڈی کو مارتے ہو (ولا تضربنّ ظعينتك ضربك أميّتك)(۱۸)

ان احادیث میں بیوی کو مارنے کو ناپسندیدہ' غیر مطلوب اور قابلِ نفرت عمل کی حیثیت سے پیش کرنے کے لیے نفسیاتی تدبیر اختیار کی گئی ہے۔ شیخ رشید رضاؒ (م ۱۳۵۴ھ) نے اس مضمون کی بعض احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

''یہ احادیث مرد کو یاد دلاتی ہیں کہ اگر وہ جانتا ہے کہ اسے آئندہ ضرور اپنی بیوی سے ملنا اور خاص تعلق قائم کرنا ہے' وہ تعلق جو دو انسانوں کے درمیان پایا جانے والا سب سے مضبوط اور محکم تعلق ہوتا ہے اور اس کے ذریعے دونوں کے درمیان مکمل اتحاد ہو جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کا تعلق دوسرے سے اس سے زیادہ قوی ہے جتنا اس کے اپنے اعضاء بدن کا ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ یہ تعلق اور اتحاد واقعتاً محسوس کرتا ہے' جو فطرت کا تقاضا ہے' تو کیوں کر اس کے شایانِ شان ہے کہ وہ اپنی بیوی کو' جو اسی جیسی ہے' اتنا ذلیل اور بے حیثیت کر دے جتنا اس کا غلام ہوتا ہے کہ وہ اسے اپنے کوڑے یا ہاتھ سے مارے! واقعہ یہ ہے کہ شرمیلے اور باعزت مرد کا مزاج ایسی زیادتی کرنے سے بچے گا اور جس عورت کو وہ لونڈی کے درجے میں کر دے اس سے غیر معمولی اتحاد کا مطالبہ کرنے سے اس کی طبیعت ابا کرے گی۔ ان احادیث سے عورتوں کو مارنے کی انتہائی شناعت ظاہر ہوتی ہے''۔(۱۹)

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر مردوں کو تلقین فرمائی: ((لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ)) ''اللہ کی باندیوں (یعنی اپنی عورتوں) کو نہ مارو''۔ اسی حدیث میں آگے ہے کہ ایک مرتبہ کئی لوگوں نے اپنی بیویوں کی پٹائی کر دی۔ اگلے دن وہ عورتیں ازواجِ مطہرات کے گھروں میں اکٹھی ہو کر اپنے شوہروں کی شکایت کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ تک شکایت پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ' لَيْسَ اُولٰٓئِكَ بِخِيَارِكُمْ))(۲۰)

''محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتوں نے چکر لگائے ہیں اور اپنے شوہروں کی شکایت کی ہے۔ یہ لوگ تم میں سے اچھے آدمی نہیں ہیں۔''

(۷) بے جا تشدد پر شوہر کی تعزیر ہوگی

اس سے بڑھ کر اسلامی شریعت نے یہ پہلو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے کہ اگر کوئی مرد مذکورہ اسلامی تعلیمات کو پامال کرتا ہے اور اپنی بیوی کو ناحق ستاتا' اس کے ساتھ مار پیٹ کرتا اور اذیتیں دیتا ہے تو عورت کو حق ہے کہ وہ اسلامی عدالت سے فریاد کرے اور قاضی پر لازم ہے کہ اس کی شکایت درست پائے تو مرد کو تعزیری سزا دے۔

الموسوعة الفقهية میں ہے:

''فقہاء نے کہا ہے کہ شوہر اگر اپنی بیوی پر ظلم و زیادتی کرے تو حاکم یا قاضی اسے اس سے روکے گا۔ جمہور فقہاء نے صراحت کی ہے کہ قاضی یا حاکم اس پر شوہر کو سزا دے سکتا ہے''۔(۲۱)

اگر ان تعلیمات و ہدایات پر صحیح طریقہ سے عمل کیا جائے تو گھریلو تشدد کو آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ جن معاشروں میں ان پر عمل کیا جاتا ہے وہ امن و سکون کا گہوارہ ہوتے ہیں اور ان میں رہنے والے تمام افراد ہنسی خوشی زندگی گزارتے ہیں۔

نافرمانی اور سرکشی کی صورت میں تادیب کی اجازت ہے

اس موضوع پر گفتگو مکمل نہیں ہو سکتی جب تک یہ وضاحت نہ کر دی جائے کہ اسلام نے مذکورہ بالا تدابیر کے ساتھ ایک استثناء بھی رکھا ہے اور وہ یہ کہ نظامِ خاندان میں اگر عورت اپنے شوہر کے حکموں کی تعمیل نہ کرے اور خودسری و سرتابی کا مظاہرہ کرے تو ایسی سرکش و نافرمان عورت کی اصلاح و تادیب کے لیے شوہر کو اسے معمولی نفسیاتی یا جسمانی سزا دینے کا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾﴾ (النساء)

''اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔''

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ سرکش عورتوں کی اصلاح کے لیے ان کے شوہر تین تدابیر اختیار کر سکتے ہیں: اول انہیں سمجھائیں بجھائیں۔ دوم: ان سے خواب گاہوں میں علیحدگی اختیار کر لیں۔ سوم: انہیں ماریں۔ خواب گاہوں میں رہتے ہوئے جنسی تعلق سے کنارہ کش رہنا نفسیاتی تادیب ہے اور مارنا جسمانی تادیب۔

اسلام کی یہ تعلیم بعض ذہنوں میں الجھن پیدا کرتی ہے اور بعض حضرات اسے اسلام پر اعتراض کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اس لیے اس پر کسی قدر تفصیل سے اظہار خیال کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

'نشوز' کیا ہے؟

اس آیت میں عورتوں کی اصلاح سے متعلق جن تدابیر کا تذکرہ کیا گیا ہے انہیں اس صورت میں بروئے کار لانے کی ہدایت کی گئی ہے جب ان سے ''نشوز'' کا ارتکاب ہو۔

'نشوز' کا لغوی معنیٰ ہے بلند ہونا۔ اس معنیٰ میں بلند زمین کو نشز اور نشاز کہتے ہیں:

''اصل النشوز الارتفاع ومنه قيل للمكان المرتفع من الأرض نشز ونشاز '' (۲۲)

قرآن کریم میں ''نشوز'' کا استعمال شوہر اور بیوی دونوں کے تعلق سے ہوا ہے۔ شوہر کے نشوز کا مطلب ہے بیوی پر ظلم و زیادتی (۲۳) اور بیوی کا ''نشوز'' یہ ہے کہ وہ خود کو شوہر سے بالاتر کر لے، اس کا کہنا نہ مانے، جس چیز کا شوہر حکم دے اس کے خلاف کرے اور اس سے نفرت کرے۔ جوہری (م ۳۹۳ھ) کہتے ہیں:

نشزت المرأة نشوزاً اذا استعصت على بعلها وأبغضته (۲٤)

''عورت کے نشوز کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے اور اس سے نفرت کا اظہار کرے۔''

راغب اصفہانیؒ (م ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں:

نشوز المرأة بغضها لزوجها ورفع نفسها عن طاعته (۲۵)

''عورت کے نشوز کا مطلب ہے اس کا اپنے شوہر سے نفرت کرنا اور اس کی اطاعت سے خود کو بلند سمجھنا۔''

مفسّرین کرام نے بھی اس معنیٰ کی توثیق کی ہے۔ چند اقوال ملاحظہ ہوں:

قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

عصیانهن وتعالیهن عما اوجب الله علیهن من طاعة الأزواج (۲۶)

''یعنی وہ نافرمان ہو جائیں اور اللہ نے شوہروں کی جو اطاعت ان پر واجب کی ہے اس سے خود کو بلند سمجھنے لگیں۔''

ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

النشوز هو الارتفاع فالمرأة الناشز هی المرتفعة علی زوجها التارکة لأمره المعرضة عنه المبغضة له (۲۷)

''نشوز کے لغوی معنیٰ بلند ہونے کے ہیں۔ نشوز کرنے والی عورت وہ ہے جو خود کو اپنے شوہر سے برتر سمجھے' اس کا کہنا نہ مانے' اس سے اعراض کرے اور اس سے نفرت کا اظہار کرے۔''

اردو مفسّرین میں مولانا امین احسن اصلاحیؒ (م ۱۹۹۷ء/ ۱۴۱۸ھ) نے لفظ ''نشوز'' کی اچھی تشریح کی ہے۔ فرماتے ہیں:

''نشوز کے معنیٰ سر اٹھانے کے ہیں' لیکن اس لفظ کا غالب استعمال اس سرتابی و سرکشی کے لیے ہوتا ہے جو کسی عورت کی طرف سے اس کے شوہر کے بالمقابل ظاہر ہو... نشوز عورت کی ہر کوتاہی' غفلت یا بے پروائی یا اپنی شخصیت اور اپنی رائے اور ذوق کے اظہار کی قدرتی خواہش کو نہیں کہتے۔ نشوز یہ ہے کہ عورت کوئی ایسا قدم اٹھاتی نظر آئے جو مرد کی قوامیت کو چیلنج کرنے والا ہو اور جس سے گھر کی مملکت میں بدامنی و اختلال پیدا ہونے کا اندیشہ ہو''۔ (۲۸)

عورت کا نشوز زبان سے بھی ہو سکتا ہے اور عمل سے بھی (۲۹)۔ مفسّرین اور فقہاء نے ''نشوز'' کی بعض صورتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی شوہر کی جنسی خواہش کی تکمیل میں تعاون کرنے سے انکار کر دے (۳۰)۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس میں شوہر کی ہر طرح کی نافرمانی شامل ہے۔ شیخ رشید رضاؒ لکھتے ہیں:

''اکثر فقہاء نے شرعی نشوز کی چند صورتیں بیان کی ہیں: مثال کے طور پر شوہر کی جنسی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دینا' گھر سے بغیر کسی ضرورت کے نکلنا' شوہر کے کہنے کے باوجود زیب و زینت نہ اختیار کرنا' دینی فرائض سے غفلت برتنا وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ 'نشوز' کا مفہوم اس سے زیادہ وسیع ہے۔ اس کا اطلاق ہر اس نافرمانی پر ہو گا جس کا سبب خود کو بڑا سمجھنا اور شوہر کے حکم سے سرتابی کرنا ہو''۔ (۳۱)

مقصود تادیب ہے نہ کہ تشدّد

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ مارنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ عام حالات میں بیوی کی ضرور پٹائی کی جائے' بلکہ مخصوص صورتِ حال میں' جب اس کی سرکشی اور نافرمانی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہو' شوہر کو اجازت دی گئی

ہے کہ اگر دیگر تدابیر سے کام نہ چلے تو ناگزیر صورت میں بیوی کو بہت معمولی اور ہلکی جسمانی سزا دے سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی پیش نظر رکھنے کی تاکید کی گئی ہے کہ اس جسمانی سزا کا مقصد تادیب ہے نہ کہ بیوی پر ظلم ڈھانا اور اس پر تشدد روا رکھنا۔ اسی وجہ سے اس معاملہ میں غیر معمولی احتیاط برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیا تو اس میں یہ بھی فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تُكْرِهُوْنَهُ، فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ)) (٣٢)

''عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی امان میں لیا ہے اور ان کی شرم گاہیں تمہارے لیے اللہ کے کلمہ کے ذریعے حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ایسے کسی شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارو کہ اس کا جسم پر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ انہیں دستور کے مطابق کھانا کپڑا دو۔''

امام ترمذی نے حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ کے واسطے سے خطبۂ حجۃ الوداع کے جو الفاظ نقل کیے ہیں، وہ کچھ مختلف ہیں۔ ان میں ہے:

((... اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ)) (٣٣)

''.....مگر یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں ایسی مار مارو، جس کا جسم پر کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔''

'بَرَّحَ' کا معنی ہے سختی کرنا، تکلیف پہنچانا۔ 'ضربٌ مبرّحٌ' اس مار کو کہتے ہیں جس میں سخت چوٹ لگے۔ حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ (٣٤)

ابوحیان فرماتے ہیں:

الضرب غير المبرّح هو الذى لايهشم عظمًا ولا يتلف عضوًا ولا يعقب شيئًا (٣٥)

'''ضرب غیر مبرح'' سے مراد وہ مار ہے جس سے نہ کوئی ہڈی ٹوٹے، نہ کوئی عضو تلف ہو اور نہ جسم پر اس کا کوئی نشان باقی رہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے شاگرد عطاؒ نے دریافت کیا 'ضرب غیر مبرّح' سے مراد کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: مسواک جیسی چیز سے مارنا۔ (٣٦)

مارنے کا مقصد عورت کو ذلیل و رسوا کرنا یا اسے جسمانی اذیت پہنچانا نہیں، بلکہ اس کی اصلاح و تادیب ہے، اس لیے علماء نے صراحت کی ہے کہ شوہر مارنے میں حتی الامکان احتیاط ملحوظ رکھے۔ مثلاً چہرے پر نہ مارے، ایک ہی جگہ نہ مارے، لاٹھی ڈنڈے سے نہ مارے، بلکہ ہاتھ سے، رومال سے یا کسی اور ہلکی چیز سے مارے، جس سے جسم پر کوئی نشان نہ پڑے۔ امام رازیؒ نے مارنے میں مختلف احتیاطی تدابیر بتانے کے بعد لکھا ہے:

وبالجملة فالتخفيف مراعى في هذا الباب على أبلغ الوجوه (۳۷)

''حاصل یہ کہ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ تخفیف ملحوظ رکھنی چاہیے۔''

اصلاحی تدابیر اختیار کرنے میں تدریج

ایک بات یہ بھی ملحوظ رکھنے کی ہے کہ قرآن کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ اصلاحی تدابیر میں تدریج ملحوظ رکھی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ عورت کی جانب سے سرکشی کا اظہار ہوتے ہی بیک وقت تینوں تدابیر پر عمل کر لیا جائے' یا شوہر جب جس چیز کو چاہے بروئے کار لے آئے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے لکھا ہے:

''یہ مطلب نہیں ہے کہ تینوں کام بیک وقت کر ڈالے جائیں' بلکہ مطلب یہ ہے کہ نشوز کی حالت میں ان تینوں تدبیروں کی اجازت ہے۔ اب رہا ان پر عمل درآمد تو بہرحال اس میں قصور اور سزا کے درمیان تناسب ہونا چاہیے اور جہاں ہلکی تدبیر سے اصلاح ہو سکتی ہو وہاں سخت تدبیر سے کام نہ لینا چاہیے''۔ (۳۸)

قدیم مفسّرین نے بھی مذکورہ اصلاحی تدابیر میں ترتیب کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے اور لکھا ہے کہ اگر ہلکی تدبیر سے کام چل سکتا ہو تو سخت تدبیر کو نہیں اختیار کرنا چاہیے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

الذی یدل علیه انه تعالیٰ ابتدأ بالوعظ ثم ترقّی منه الی الهجران فی المضاجع' ثم ترقی منه الی الضرب' وذلك تنبیه یجری مجری التصریح فی أنه مهما حصل الغرض بالطریق الأخفّ وجب الاکتفاء به ولم یجز الإقدام علی الطریق الأشقّ۔ (۳۹)

''آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سمجھانے کا حکم دیا ہے' پھر اس سے آگے بڑھ کر بستروں میں تنہا چھوڑنے کو کہا ہے' پھر اس سے آگے بڑھ کر مارنے کا حکم دیا ہے۔ یہ ایسی تنبیہ ہے جس سے تقریباً صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ہلکے طریقے سے مقصد حاصل ہو وہاں تک اس پر اکتفا کرنا ضروری ہے' اسے چھوڑ کر سخت طریقے کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔''

ابن عطیہؒ (م ۵۴۲ھ) نے لکھا ہے:

هذه العظة والهجر والضرب مراتب۔ إن وقعت الطاعة عند إحداها لم یتعدّ الی سائرها (۴۰)

''سمجھانا' تنہا چھوڑنا اور مارنا' تینوں کاموں میں ترتیب ہے۔ کسی ایک تدبیر سے عورت اطاعت کرنے لگے تو دیگر تدابیر نہیں اختیار کی جائیں گی۔''

مفسّرین نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ مذکورہ تینوں امور کے درمیان اگرچہ حرف عطف 'وُ' لایا گیا ہے' جو عربی قواعد کے اعتبار سے ترتیب پر دلالت نہیں کرتا' لیکن سیاق و قرینہ سے ترتیب ہی ظاہر ہوتی ہے۔ (۴۱)

مارنے کا حکم موجب قدح نہیں

اسلام پر اعتراضات کرنے والوں نے قرآن کے اس حکم کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کے نزدیک یہ عورت کی انسانیت کی توہین و تذلیل ہے کہ کوئی شخص' خواہ وہ شوہر ہی کیوں نہ ہو' اسے مارے پیٹے۔ قابل غور یہ ہے کہ قرآن نے یہ حکم اس صورت میں' جب دیگر تدابیر ناکام ہو جائیں' ناگزیر علاجی تدبیر کے طور پر دیا ہے۔ اس کا یہ

حکم عام حالات میں اور عام عورتوں کے لیے نہیں ہے' بلکہ اس مخصوص صورت حال کے لیے ہے جب عورت خود سر ہو جائے' مرد سے نفرت کرنے لگے' اس کا کہنا نہ مانے اور اسے اپنے سے کم تر سمجھنے لگے۔ جن لوگوں کو قرآن کا یہ حکم عورت کی توہین و تذلیل معلوم ہوتا ہے انہیں عورت کے باغیانہ تیور اور خودسری پر مبنی رویہ میں مرد کی تحقیر و تذلیل کا پہلو نظر نہیں آتا۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ (م ۱۹۷۷ء/ ۱۳۹۷ھ) نے لکھا ہے:

''قرآن کا خطاب ظاہر ہے (لیکن بار بار اسے یاد کر لینے کی بھی ضرورت ہے کہ) کسی ایک طبقہ' کسی ایک قوم' کسی ایک تمدن سے نہیں' اس کے مخاطب... ہر طبقہ' ہر سطح' ہر ذہنیت کے لوگ پہلی صدی ہجری سے لے کر قیامت تک ہر زمانے اور ہر دور والے ہیں اور اس کے احکام و مسائل میں لحاظ ہر انسانی ضرورت اور ہر بشری ماحول کا کر لیا گیا ہے' چنانچہ یہ مشاہدہ ہے کہ بہت سے معاشرے اور طبقے ایسے ہیں جہاں عورت کے لیے جسمانی سزائیں عام ہیں' علاج کی یہ صورت ظاہر ہے کہ انہی طبقوں کے لیے ہے' پھر اتنی اجازت بھی ضرورت پڑنے ہی پر ہے' ورنہ سیاقِ عبارت نرمی ہی کی سفارش کر رہا ہے... قرآن مجید میں اس حکم کا ملنا قرآن مجید کے حق میں ذرا بھی مضر نہیں' جیسا کہ بعض یورپ زدہ مسلمان سمجھ رہے ہیں' بلکہ یہ تو عین دلیل ہے اس کی کہ قرآن مجید کے احکام ہر طبقہ اور ہر مزاج اور ہر سطح انسانی کے لیے ہیں''۔ (۴۲)

شیخ محمد عبدہٗ (م ۱۳۲۳ھ) فرماتے ہیں:

''عورتوں کو مارنے کی مشروعیت ایسی چیز نہیں ہے جو عقل یا فطرت کی رو سے اتنی ناپسندیدہ ہو کہ اس کی تاویل کی ضرورت محسوس کی جائے۔ اس کی ضرورت ماحول کے فساد یا فاسد اخلاق کے غلبہ کی صورت میں پڑتی ہے اور اسے اسی صورت میں مباح قرار دیا گیا ہے جب مرد محسوس کرے کہ عورت کی سرکشی اس کے بغیر ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر ماحول درست ہو اور عورتیں نصیحت کو سمجھنے اور وعظ پر کان دھرنے لگیں یا ترکِ تعلق سے وہ سرکشی سے باز آ جائیں تو مارنے سے بچنا ضروری ہے''۔ (۴۳)

علامہ رشید رضاؒ نے لکھا ہے:

''ہمارے یہاں سرکش عورت کو مارنے کی مشروعیت پر مغربی تہذیب و معاشرت کی نقالی کرنے والے بعض حضرات ناک بھوں چڑھاتے اور ناگواری کا اظہار کرتے ہیں۔ انہیں اس پر کوئی ناگواری نہیں ہوتی کہ عورت مرد کی سرتابی کرے' اس پر اپنی بڑائی جتائے اور گھر کے سربراہ کو اپنا ماتحت بلکہ حقیر سمجھے' اپنی سرکشی پر مصر رہے' یہاں تک کہ نہ اس کے وعظ و نصیحت پر نرم پڑے' نہ اس کی بے رخی اور ترکِ تعلق کی کوئی پروا کرے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ لوگ ایسی سرکش عورتوں کا کیوں کر علاج کرتے ہیں اور ان کے شوہروں کو ان کے ساتھ کیسا معاملہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ شاید ان کے تصور میں ایک ایسی عورت ہوتی ہے جو نحیف و نزار' تہذیب یافتہ اور اعلیٰ اخلاق کی حامل ہے' جس پر ایک تندخو اور سنگ دل مرد ظلم ڈھاتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے تر و تازہ گوشت سے اپنے کوڑے کا پیٹ بھرتا اور اس کے تازہ خون سے اسے سیراب کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس قسم کی مار مارنے کی اجازت دے رکھی ہے اور وہ اسے خواہ کتنی ہی تکلیف پہنچائے اور کیسی ہی سزا دے اس پر کوئی گناہ نہیں' جیسا کہ بہت سے سنگ دل اور درشت خو مرد کرتے ہیں۔ حاشا للہ' اللہ تعالیٰ اس ظلم کی اجازت دیتا ہے نہ اسے پسند کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بہت سے مرد تندخو اور سنگ دل ہوتے ہیں جو عورت پر خواہ مخواہ ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے مردوں کی تنبیہ کے

لیے بہت سی احادیث آئی ہیں اوران کے معاملے میں قرآن کریم میں 'تحکیم' کا اصول بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ بہت سی عورتیں زبان دراز' سرکش اور بہانے باز ہوتی ہیں۔ وہ اپنے شوہروں سے نفرت کرتی ہیں' ان کے احسانات کی ناشکری کرتی ہیں' محض بغض وعناد میں ان کے حکموں کی سرتابی کرتی ہیں' انہیں ایسے کاموں پر مجبور کرتی ہیں جو ان کے بس میں نہیں ہوتے۔ روئے زمین میں کیا فساد واقع ہو جائے گا اگر کسی متقی و پرہیزگار مرد کو اجازت دے دی جائے کہ وہ کسی ایسی عورت کے ہاتھ پر ایک مسواک مار کر یا اس کی گردن پر ایک چپت رسید کر کے اس کے بغض میں کچھ کمی کر دے یا اس کی سرکشی و غرور کا پارہ کچھ اتار دے؟! اگر اس چیز کا جواز ان کے مزاجوں پر گراں گزرتا ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے مزاجوں میں فساد آ گیا ہے اور انہیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ان کے بہت سے انگریز دانش ور پڑھی لکھی' تہذیب یافتہ' لباس پہننے کے باوجود عریاں نظر آنے والی' دوسروں کی طرف مائل ہونے والی اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی عورتوں کو مارتے رہے ہیں۔ ایسا ان کے دانش وروں نے بھی کیا ہے اور مذہبی لوگوں نے بھی' ان کے حکمرانوں نے بھی کیا ہے اور ان کے سربرآوردہ طبقہ کے لوگوں نے بھی۔ یہ ایسی ضرورت ہے جس سے ان تعلیم یافتہ عورتوں کی عزت افزائی میں غلو کرنے والے بے نیاز نہیں ہیں تو ایک ایسے مذہب میں اس کی ضرورت اور اس کے مباح ہونے پر ناگواری کا کیوں کر اظہار کیا جا سکتا ہے جو بدوی اور متمدن' انسانوں کے تمام طبقات کے لیے عام ہے"۔ (٤٤)

☆☆☆

حواشی و مراجع

(1) http://www.usdoj.gov/ovw/domviolence.htm

(2) http://www.cafcass.gov.uk/English/publications/ consultations/ 04 Dcc DV%20 policy.pdf

(3) Foreword on WHO Multi-Country study on women's health and domestic violence against women

(5) National violance against women survay (2000) available at http://www.ojp.usdoj.gov/nij/pubs-sum/183781.htm

(6) US Deptt. of Justice NCJ 207846, Bureau of Justice statisties, Family Violence Statistics: including statistics on strangers and Acquaintance, at 31-32 (2005) available at: http://www.ojp.usdoj.gov/bjs/pub/pdf/fvs.pdf

(7) Women's Aid Federation [England] Report, 1992

(8) Domestic Violence-Action for Change, G.H- ague & E. Malos 1993

(9) Crime in England and Wales, 2006/2007 report

(۱۰) اس قانون کے غلط استعمال سے مردوں کی ایک بڑی تعداد پریشان ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شوہروں کے حقوق کی حفاظت کرنے اور انہیں گھریلو تشدد سے بچانے کے لیے بعض تحریکات' جن میں Save Faimly Foundation اور My Nation قابلِ ذکر ہیں' سرگرم ہو گئی ہیں۔ شوہروں

کے خلاف تشدّد کے موضوع پر ایک سروے بھی کرایا گیا ہے جس سے کھل کر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ۲۰ سے ۳۲ فی صد شوہر اپنی بیویوں کی جانب سے ہر طرح کے تشدّد کا شکار ہیں۔ اس سروے کی تفصیلات کے لیے رجوع کیجیے:
http://498a.wordpress.com, http://victims-of-law.blogspot.com

(11) UN Report, 13th Oct.2009 (Press Trust of India)

(۱۲) صحیح البخاری' کتاب الاحکام' باب قول اللّٰہ اطیعوا اللّٰہ' ۷۱۳۷ و دیگر مقامات۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ' ۱۸۲۹

(۱۳) مولانا سید ابوالاعلی مودودی' تفہیم القرآن' مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز' نئی دہلی ۲۰۰۰ء' ۱/ ۳۴۹۔ اس موضوع پر تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے راقم کا مقالہ ''مرد کی قوامیت - مفہوم اور ذمہ داریاں'' شائع شدہ سہ ماہی تحقیقات اسلامی' علی گڑھ' اکتوبر - دسمبر ۲۰۰۹ء

(۱۴) فخرالدین الرازی' مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر' تحقیق: عماد زکی البارودی' المکتبۃ التوفیقیۃ القاہرۃ مصر' ۱۰/ ۸۰

(۱۵) صحیح مسلم' کتاب الرضاع' باب الوصیۃ بالنسا' ۱۴۶۹

(۱۶) جامع الترمذی' ابواب الرضاع' باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجہا' ۱۱۶۲

(۱۷) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب مایکرہ من ضرب النساء' ۵۲۰۴' صحیح مسلم کتاب الجنۃ' ۲۸۵۵

(۱۸) سنن ابی داؤد' کتاب الطہارۃ' باب فی الاستنثار' ۱۴۲

(۱۹) السید محمد رشید رضا' تفسیر المنار' مطبعۃ المنار' مصر' ۱۳۲۸ھ' ۵/ ۷۵-۷۶

(۲۰) سنن ابی داؤد' کتاب النکاح' باب فی ضرب النساء' ۲۱۴۶۔ سنن ابن ماجہ' کتاب النکاح' باب ضرب النساء' ۱۹۸۵۔ سنن الدارمی کتاب النکاح' باب فی النہی عن ضرب النساء' ۲۲۱۹

(۲۱) الموسوعۃ الفقہیۃ' وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ، کویت' ۲۰۰۱ء' ۴۰/ ۳۰۵-۳۰۶

(۲۲) ابوجعفر محمد بن جریر الطبری' جامع البیان عن تاویل آی القرآن المعروف بتفسیر الطبری' تحقیق محمود محمد شاکر' احمد محمد شاکر' دار المعارف مصر' ۸/ ۲۹۹' مزید ملاحظہ کیجیے ابن منظور' لسان العرب' دار صادر بیروت' ۵/ ۴۱۸' مجدالدین الفیروز آبادی' القاموس المحیط' دار الفکر بیروت' ۱۹۹۵ء' ص ۴۷۴' ابن درید الازدی' جمہرۃ اللغۃ' دائرۃ المعارف العثمانیہ' حیدرآباد' ۱۳۴۵ھ' ۳/ ۲' رازی' ۱۰/ ۸۲' ابوعبداللہ القرطبی' الجامع لاحکام القرآن' الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب' ۱۹۸۷ء' ۵/ ۱۷۰' علاؤ الدین علی بن محمد الخازن' لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بتفسیر الخازن' مطبعۃ التقدم العلمیہ مصر' ۱/ ۴۳۳' ابن تیمیہ' فتاویٰ شیخ الاسلام' طبع سعودی عرب، ۱۴/ ۲۱۱

(۲۳) نشز بعلہا علیہا اذا ضربہا وجفاہا۔ ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری' تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ' مطبع و سنہ طباعت درج نہیں (طبع قدیم) ۱/ ۴۳۸

(۲۴) الجوہری' ۱/ ۴۳۸' مزید ملاحظہ کیجیے فیروز آبادی/ ۴۷۴

(۲۵)ابوالقاسم الحسین بن محمد بن الفضل الراغب الاصفهانی'المفردات فی غریب القرآن'تحقیق و ضبط: محمد سید کیلانی'دارالمعرفة بیروت'۴۹۵
(۲٦)قرطبی'۵/۱۷۰-۱۷۱
(۲۷)عماد الدین اسماعیل ابن کثیر'تفسیر القرآن العظیم'دارالاشاعت دیوبند'۲۰۰۲ء'۱/٦۴۲
(۲۸)امین احسن اصلاحی'تدبر قرآن'تاج کمپنی دهلی'۱۹۸۹ء'۲/۲۹۲-۲۹۳
(۲۹)رازی'۱۰/۸۲'خازن'۱/۴۳۳'بقاعی نے اس قول کو امام شافعی کی طرف منسوب کیا ھے۔ ملاحظه کیجیے برهان الدین ابراهیم بن عمر البقاعی'نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور'دائرة المعارف العثمانیة حیدرآباد'۱۹۷۲ء'۵/۲۷۱
(۳۰)وقیل منعها نفسها من الاستمتاع بها اذا طلبها لذلك'ابوحیان'۳/۳۴۰
(۳۱)رشید رضا'۵/۷٦
(۳۲)صحیح مسلم'کتاب الحج'باب حجة النبیﷺ'۱۲۱۸
(۳۳)جامع الترمذی' ابواب الرضاع'باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها'۱۱٦۳'ابواب تفسیر القرآن'سورۂ توبه'۳۰۸۷'حسّنه الالبانی
(۳۴)ابن الاثیر الجزری'النهایة فی غریب الحدیث والاثر'المطبعة العثمانیة مصر'۱۳۱۱ھ'۱/۷۰
(۳۵)ابوحیان'۳/۳۴۱
(۳٦)طبری'۸/۳۱۴
(۳۷)رازی'۱۰/۸۳
(۳۸)مودودی'۱/۳۵۰
(۳۹)رازی'۱۰/۸۳
(۴۰)ابن عطیه'المحرر الوجیز'۲۰/۴۸'بحواله ابوحیان'۳/۳۴۲
(۴۱)رازی'۱۰/۸۳'ابن المنیر الاسکندری'الانصاف فیما تضمّنه الکشاف من الاعتزال'برحاشیه الکشاف'۱/۵۲۴'رشید رضا'۵/۷٦-۷۷
(۴۲)عبدالماجد دریابادی'تفسیر ماجدی'مجلسِ تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ'۲۰۰۸ء'طبع چهارم'۱/۷۳۳۔ مولانا نے اپنی انگریزی تفسیر میں معتبر حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ یورپ کے تمام ممالک اور تمام طبقات میں بیویوں کی مار پیٹ کا دستور رہا ہے۔ ملاحظہ کیجیے: Holy Quran, Translation and Commentary, by M.Abdul Majid Daryabadi, Lucknow, 1981, vol:1, pp.327-328
(۴۳) رشید رضا'۵/۷۵
(۴۴)ایضاً'۵/۷۴-۷۵

☆☆☆